مولانا محمد عیسی منصوری

چیئرمین ورلڈ اسلامک فورم لندن

سرمایہ دارانہ نظام کا بدترین بحران، اس کے اسباب اور حل

۱۵ ستمبر ۲۰۰۸ء مغرب کے سرمایہ دارانہ نظام کا بدترین بحران سامنے آیا جب امریکہ کے دوسرے بڑے بینک لیمن برادرز (LEMAN BROTHERS) کا خسارہ نا قابل برداشت حدود کو پار کرگیا نیویارک اسٹاک ایکسچینج میں ایک شیئر (حصص) کی قیمت ۸۰ ڈالر سے گر کر 1.25 ڈالر پر آگئی یعنی اس بینک کے سرمایہ کی مالیت ۱۸۵ ارب ڈالر سے گر کر صرف 5.5 ارب ڈالر پر رہ گئی، اور لیمن برادرز کے ۳۰ ملکوں میں پھیلے ہوئے ۲۶۰۰۰ ملازمین کی نوکریاں خطرے میں پڑ گئیں اسی تاریخ میں ۱۵ ستمبر ۲۰۰۸ء امریکہ کے بین الاقوامی شہرت کی حامل انشورنش کمپنی AIG امریکن انٹرنیشنل گروپ کرش کرگئی اور اس نے اپنی بقاء کے لیے امریکن حکومت سے ۸۵ ارب ڈالر کی رقم کا مطالبہ کر دیا صورت حال اس قدر خطرناک ہوگئی کہ نیویارک اسٹاک ایکسچینج ایک ہی رات میں ۴۵۰ پوائنٹس گرا اور امریکی شیئر مارکیٹ ۶۰ گھنٹوں میں ۸ فیصد گر گئی صرف ستمبر کے مہینے میں بینکوں کے ایک لاکھ ۷۹ ہزار ملازمین اپنی ملازمت سے ہاتھ دھو بیٹھے، ان میں وال سٹریٹ کے تیس ہزار ملازمین بھی شامل ہیں اس کے ساتھ ہی یورپین ممالک سے لے کر مشرق بعید تک پورا سرمایہ دارانہ نظام لڑکھڑا گیا۔ کمیونزم کے بعد کیپٹیل ازم کا اقتصادی نظریہ و نظام ناکام ہوکر زمین بوس ہوتا نظر آیا۔ بش حکومت نے اپنے سرمایہ دارانہ نظام کو بچانے کے لیے لیمن برادرز اور AIG کو کنٹرول (Takeover) کرلیا، ظاہر ہے کہ ایک ہی رات میں ڈیڑھ ارب ڈالر کے خسارے کو امریکن حکومت کے منظور کردہ پیکج کے ۷۰۰ ارب ڈالر بچا نہیں سکتے تھے، ماہرین کے مطابق اس بحران سے دنیا میں ۶۔۷ کھرب (ٹریلین) ڈالر ڈوب سکتے ہیں اور لاکھوں کروڑوں انسان اپنے زندگی بھر کی جمع پونجی سے محروم ہوکر بھکاری بن سکتے ہیں اس سے پہلے ۱۹۲۹ء میں امریکہ میں اسی طرح کا اقتصادی بحران آچکا ہے جب سینکڑوں کی تعداد میں امریکن بینک دیوالیہ ہوگئے تھے، اور امریکی اسٹاک مارکیٹ پوری طرح تباہ ہوکر بکھر گئی تھی، ڈالر بے وقعت ہوگیا تھا اس وقت کے امریکن صدر روز ویلٹ نے اس وقت بھی امریکی عوام کے ٹیکس کی رقم سے سرمایہ کاری کر کے سرمایہ دارانہ نظام کی عمارت کو زمین بوس ہونے سے بچالیا تھا آج ٹھیک ۷۸ سال بعد یہ عمارت پھر دھڑام سے زمین پر آرہی ہے۔

موجودہ اقتصادی بحران کے اسباب:

امریکہ کے اس بینکنگ بحران کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ بینکوں نے سود کی لالچ میں لوگوں کو آسائش وخواہشات کی راہ پر ڈال دیا کہ آؤ ہم سے قرضہ لے کر اپنے خواہشیں پوری کرو اور ہمیں سود دو مثلاً ایک امریکی شخص بینک سے دو لاکھ ڈالر قرضہ لے کر مکان خریدتا ہے دو سال بعد اسے بینک کا لیٹر ملتا ہے کہ اب تمہارے مکان کی قیمت (ویلیو) ڈھائی لاکھ ہوگئی اس لیے ہم سے مزید ۵۰ ہزار ڈالر قرضہ لے کر نئی کار نئی ٹی وی نیا فرنیچر خرید سکتے ہو چنانچہ وہ شخص بینک سے مزید ۵۰ ہزار ڈالر قرض اٹھا کر نئی کار نیا فرنیچر وغیرہ خرید لیتا ہے غرض بینکوں نے سود کی لالچ میں ایسے لوگوں کو قرض دیا جن میں قرضہ اٹھانے کی طاقت نہیں تھی اسے موجودہ بینکنگ کی اصطلاح میں N.I.N.J.A.LOANS کہتے ہیں یعنی APPLICATION ONLY- NOJOB- NO INCOME (نہ آمدنی نہ کام صرف درخواست کر کے قرضہ اٹھائے لوگ) جب بینکوں سے قرضہ لینے والے لوگوں کی بھاری اکثریت ایسے لوگوں پر مشتمل ہوگئی جن کے پاس قرضہ کی ادائیگی کے لیے نہ آمدنی تھی نہ کام، اور بینکوں نے محسوس کرلیا کہ ہمارے اکثر قرضے وصول نہیں ہوں گے تو انہوں نے امریکی حکومت کے سامنے ہاتھ اٹھا دیئے کہ اگر تم نے مزید سرمایہ فراہم نہیں کیا تو ہمارے پاس مارکیٹ چھوڑ کر بھاگنے کے سوا کوئی راستہ نہیں بچا، امریکی حکومت خوب جانتی ہے کہ بینکوں یا زیادہ صحیح الفاظ میں بنکاروں (سرمایہ داروں) کی راہِ فرار سے ملک میں ایسی ہاہا کار مچے گی کہ چند دن حکومت چلانا مشکل ہو جائے گا اس لیے صدر بش نے بینکوں کو بچانے کے لیے سات سو ارب ڈالر کا پیکج کانگریس کے سامنے پیش کردیا، پہلے مرحلہ میں کانگریس نے اسے نامنظور کردیا، نامنظور کرنے والی اکثریت کا تعلق خود صدر بش کی حکمران ری پبلک پارٹی سے تھا یہی صحیح فیصلہ تھا کہ سات سو ارب ڈالر کی خطیر رقم سے بینکاروں کی جیبیں بھرنے کے بجائے اس سرمایہ سے امریکہ میں نئی صنعتیں وانڈسٹریاں لگا کر عوام کو روزگار فراہم کیا جاتا (کیونکہ یہ سات سو ارب ڈالر عوام ہی کے پیسے تھے جو عوام کے ٹیکسوں سے وصول کئے جائیں گے) اس بحران کی دوسری اہم وجہ صدر بش کی احمقانہ جنگی پالیسیاں ہیں جو صدر بش نے اسرائیل اور یہودی بینکاروں کا آلہ کار بن کر دنیا بھر میں دہشت گردی کے نام سے جنگ چھیڑ رکھی ہے، صدر بش کے جنگی جنون نے امریکہ کا جنگی خسارہ ماہانہ ۷۰۰ ارب ڈالر تک پہنچا دیا یعنی فی منٹ ۱۱۲۵۰۰ ڈالر ان احمقانہ جنگوں نے امریکن معیشت کی کمر توڑ کر رکھ دی، صدر بش نے بینکوں کے لیے جتنی رقم یعنی (۷۰۰ ارب ڈالر) کا پیکج منظور کیا ہے تقریباً اتنی ہی عوام کے ٹیکسوں کی رقم وہ دہشت گردی کے خلاف جنگوں میں ضائع کر چکے ہیں ان جنگوں سے فائدہ صرف بینکاروں ہی کو ہوا اب پھر بش نے عوام کے ٹیکس کی ۷۰۰ ارب ڈالران سرمایہ داروں (بینکاروں) کی جھولی میں ڈال دیئے اس ۷۰۰ ارب ڈالر کے پیکج منظور ہوتے ہی امریکی بینکاروں نے ایسے جشن منائے کہ ایک ایک رات میں لاکھوں ڈالر شراب وشباب پر اڑا دیئے اور اپنی تنخواہیں مزید بڑھالیں پہلے ہی ان کی تنخواہیں کئی کئی ملین ڈالر ہیں یہ ہے مختصر کہانی سرمایہ دارانہ نظام

کے حالیہ بحران کی۔

مغربی ملکوں کی اقتصادی دہشت گردی:

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے، کہ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے غیر سودی یا اسلامی بینک اس بحران سے پوری طرح محفوظ ہیں اگر چہ بندہ کے نزدیک موجودہ اسلامی بینک سو فیصد اسلامی نہیں البتہ اسلام کے مبارک اقتصادی نظام کی طرف ایک کوشش ضرور کہے جاسکتے ہیں اس عالمگیریت کے دور میں جب دنیا سکڑ کر ایک گاؤں بن گئی ہے عالمی اقتصادی نظام پر مغرب کے سرمایہ داروں کا ہمہ جہتی غلبہ وتسلط قائم ہے اس منحوس سودی نظام سے پوری طرح آزاد ہو کر مکمل طور پر اسلامی معاشی نظام اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اسلامی دنیا ہمت کر کے ایک ساتھ اس مبارک غیر سودی نظام کو اپنانے کا فیصلہ نہ کریں اس بحران سے مغرب کی سرمایہ دارانہ دہشت گردی اور مکاری پھر طشت از بام ہوئی ہے وہ اس طرح کہ GAT معاہدہ اور مغربی مارکیٹ اکانومی کے مغرب نواز نظام کے ذریعے مغرب کی ملٹی نیشنل کمپنیوں کو ہر ملک میں گھس کر اپنا جال بچھانے، نفع کمانے، سرمایہ لوٹنے، قوموں اور تہذیبوں کو نچوڑ کر کنگال بنانے کی پوری طرح آزادی ہے اب جب مغرب کی غلط پالیسیوں کی بدولت دنیا اقتصادی بحران کی لپیٹ میں آئی تو ہم نے دیکھا امریکہ، برطانیہ، فرانس، سمیت ہر ملک صرف اپنے ملک اور قوم کو اس بحران سے بچانے کی فکر میں رہا ہے، غریب قوموں اور ملکوں کی تباہی مغرب کی غلط پالیسیوں کے سبب ہوئی ہے ان کو تباہی سے بچانے کے لیے کچھ نہیں کیا جارہا ہے بلکہ مغرب نے اس بحران میں سب سے پہلے عربوں اور مشرقی ممالک کے سرمایہ پر ہاتھ صاف کیا جنہوں نے مغرب کے سرمایہ دارانہ نظام پر اعتماد کر کے گزشتہ ۴۰۔۵۰ سال سے اپنی تمام جمع پونجی امریکہ ویورپ کے بینکوں میں رکھ چھوڑی تھی، بہرحال دنیا کے اقتصادی ماہرین اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ امریکی صدر بش نے ۷۰۰ ارب ڈالر کا پیکج منظور کر کے اپنے (سرمایہ دارانہ) نظام کو بچانے کی جو کوشش کی ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کسی کوما کے مریض کو مشین کے ذریعہ سانسیں جاری رکھی جائیں یہ محض ایک وقتی حیلہ ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام ٹوٹ کر بکھرنے کے قریب پہنچ چکا ہے، کاش ہم مسلمان اس قابل ہوتے کہ دنیا کو بتا سکتے کہ انسانیت کو تباہی سے بچانے کا نسخہ ہمارے پاس اسلامی نظام (اقتصادی) پہلے بھی تقریباً ایک ہزار سال تک بین الاقوامی طور پر دنیا کے بڑے دو (ایشیاء، افریقہ، یورپ پر نہایت کامیابی سے چلا ہے اور اس طویل عرصہ میں نہ کوئی اسی طرح کا معاشی بحران آیا نہ اس طرح کی کمر توڑ مہنگائی۔ آیئے آج کی مجلس میں ہم دونوں اقتصادی نظاموں (اسلامی ومغربی) کا موازنہ وتجزیہ کریں۔

اسلامی اقتصادی نظام کی بنیادیں:

جس طرح انسانی حیات کے لیے اسکی رگوں میں خون کی گردش ضروری ہے اس طرح نظام کائنات کی حیات مال کی صحیح گردش پر موقوف ہے جو تجارت اور اقتصادی نظام کے ذریعہ وجود میں آتی ہے اور جس طرح خون کا جسم

کے کسی حصہ میں جمع ہو جانا اور دوسرے حصوں تک نہ پہنچ پانا جسم کی موت ہے اس طرح سرمایہ اور دولت کا چند ہاتھوں میں جمع ہو کر رہ جانا نظام کائنات کی تباہی ہے۔ اسلام کے اقتصادی نظام کی بنیاد قرآن کی زبان میں لکی لاتکون دولۃ بین الاغنیاء منکم تاکہ دولت وسرمایہ چند ہاتھوں میں مرتکز (جمع) نہ ہو جائے، اسلام کے اقتصادی نظام کی بنیاد زکوۃ، صدقات ،عشر وخراج پر ہے یعنی ذراعت، باغات اور زمین کی پیداوار میں غریب عوام کا حق ہے اگر زمین بارش سے سیراب ہو رہی ہو تو دسواں حصہ اگر کسان نے خود مشقت کر کے زمین کو پانی دیا تو بیسواں حصہ۔ اسی طرح اسلام نے وراثت کی تقسیم کے ایسے جامع اور پُر حکمت احکامات دیئے کہ اگر ساری دنیا کی دولت بھی کوئی فرد اکٹھی کر لے تو چند پشتوں میں وہ ساری دولت وراثت کے احکامات کے ذریعہ معاشرہ میں پھیل جائے گی غرض یہ کہ وہ ہر چیز جس سے مال وسرمایہ چند ہاتھوں میں مرتکز ہو جاتا ہے اسے اسلام نے ممنوع اور حرام قرار دیا جیسے سود، ذخیرہ اندوزی، جوا وغیرہ وغیرہ۔ اسلام کے پورے اقتصادی نظام تو خذ من اغنیاء ھم وتعطی الی فقرائھم یعنی اہل ثروت مالداروں سے مال لے کر بے وسائل اور غربا تک پہنچانا ہے۔ اسلام انسانوں میں ایک دوسرے کے ساتھ باہمی ہمدردی، اخوت، تعاون، مساوات کا معاشرہ تشکیل دیتا ہے، یاد رہے کہ قرآن کا اقتصادی نظریہ افزائش دولت (production) کے بجائے تقسیم دولت (Distribotion) کا نظریہ ہے یہی وہ بنیادی فرق ہے جو اسلامی معاشی نظام کو دوسرے معاشی نظاموں سے ممتاز کرتا ہے۔ دنیا کے تقریباً تمام ہی معاشی نظام افلاطون کے یوٹوپیائی نظام سے لے کر موجودہ دور کے مارکسی نظام معیشت یا مغرب کا سرمایہ دارانہ نظام تک سب کا مقصد زیادہ سے زیادہ حصول دولت اور ارتکاز سرمایہ ہے یہ سب معاشی نظام حصول دولت کے لیے معاشرہ کو تباہ کرنے والے اور نقصان پہنچانے والے غلط ذرائع کے اختیار کرنے میں کوئی قباحت نہیں دیکھتے۔ جب دنیا میں قرآن کا پیش کردہ اقتصادی نظام قائم ہوا تو چند سالوں کے اندر ایسی خوشحالی کا دور دورہ ہوا کہ مملکت اسلامی کے کسی شہر میں کوئی زکوۃ لینے والا نہیں ملتا تھا، غور کیا جائے تو اسلام کی اصل بنیاد دو ہی چیزیں ہیں (۱) دنیا میں خدائے واحد کی عبادت کا قیام اور دوسرے انسانیت کو سود کے لعنت سے نجات دلانا۔ سود اتنی بری لعنت اور برائی ہے کہ اسلام نے سود کے مسئلے پر کبھی سمجھوتہ نہیں کیا۔ حتیٰ کہ رسول اکرم ﷺ جب نجران کے عیسائیوں سے معاہدہ کیا اس میں صراحت کی گئی کہ سودی کاروبار کی صورت میں یہ معاہدہ کالعدم سمجھا جائے گا، یعنی اگر کوئی کسی مسلمان کو قتل کر دے، مسلمانوں کے خلاف سازش کرے، جاسوسی کرے تو سزائے صرف اس فرد کو ملے گی، من حیث القوم انہیں کچھ نہیں کہا جائیگا مگر سودی لین دین پر پوری قوم کے ساتھ کیا گیا معاہدہ ختم ہو جائے گا اس طرح آپؐ کے خلفائے راشدین کے عہد زرین میں دنیا بھر کی اقوام مذاہب وتہذیبوں سے جو معاہدے ہوئے ان تمام میں واضح طور پر یہ شق تھی کہ اگر تم نے سودی لین دین کیا تو ہم سے معاہدہ ختم۔ کہ سود اس درجہ کی برائی شر اور لعنت ہے جو کسی حالت میں برداشت نہیں کی جاسکتی، سود واحد جرم ہے جس کو قرآن نے اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ کھلا اعلان جنگ

کہاہے افسوس آج مسلم ممالک سے ہر چوراہے پر سٹرک پر اللہ رسولؐ کے ساتھ اعلان جنگ قبول و منظور کرنے کا اظہار سودی بینکوں کی شکل میں کرر کھاہے یہ بات پورے یقین و وثوق کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ اگر آج بھی مسلمان صرف اپنا مالیاتی نظام قرآن کے اصولوں پر لے آئیں تو مغرب کی بالا دستی و غلبہ سے نجات پا جائیں۔

سرمایہ دارانہ اقتصادی نظام کی تباہیاں:

دوسرا اقتصادی نظام مغرب کا موجودہ سرمایہ دارانہ نظام ہے، جو بیسویں صدی کے اوائل سے دنیا بھر میں غالب و مروج ہے اس سرمایہ دارانہ نظام کی بنیاد سود و ذخیرہ اندوزی اور جوا (سٹہ) اس نظام کے ثمرات و نتائج یہ ہیں کہ دنیا بھر میں امیر زیادہ امیر اور غریب زیادہ غریب ہوتا جاتا ہے اور پوری دنیا کا سرمایہ و وسائل چند مٹھی بھر ہاتھوں میں منتقل ہو رہا ہے اس وقت پوری دنیا کا ۸۰۔۸۵ فیصد سرمایہ ۵۰۰ ملٹی نیشنل کمپنیوں کی ملکیت بن چکا ہے۔ تقریباً دنیا کے ہر ملک میں سرمایہ و وسائل چند لوگوں کے ہاتھوں میں سمیٹ گیا ہے مثلاً بھارت کی آبادی ایک ارب کے قریب ہے، وہاں اسی کروڑ انسانوں کے پاس جتنا سرمایہ ہے اتنا بھارت کے چار مشہور سرمایہ داروں کے پاس ہے، پاکستان کے سولہ کروڑ لوگوں کے پاس جتنا سرمایہ ہے اس کا بڑا حصہ چند لوگوں کے پاس ہے۔ دنیا میں تیزی سے دو طبقات وجود میں آئے ہیں (۱) انتہائی امیر (۲) انتہائی غریب متوسط طبقہ تیزی سے ختم ہو رہا ہے ایسا لگتا ہے کہ مغرب کی ذہنی غلامی میں پوری دنیا مغرب کے قرون وسطیٰ کے (Dark) تاریک دور کی طرف بڑھ رہی ہے جب یورپ میں لارڈ اور جاگیر دار یا ان کے غلام تھے حتیٰ کہ دنیا بھر کی حکومتیں بشمول امریکہ و یورپ کے مٹھی بھر سرمایہ داروں کی غلام بن چکی ہیں۔ آج جمہوریت کی تعریف یہ نہیں رہی کہ عوام کی حکومت، عوام کے ذریعے، عوام کے مفاد کے لیے، آج جمہوریت نام ہے سرمایہ داروں کی حکومت، سرمایہ داروں کے ایجنڈوں کے ذریعے، سرمایہ داروں کے مفاد کے لیے اس غیر فطری اور انسانیت دشمن اقتصادی نظام نے پوری دنیا کو تباہی کے دھانے پر پہنچا دیا ہے۔

سرمایہ دارانہ نظام کی ابتداء کیسے ہوئی:

مغرب کی اس سرمایہ دارانہ نظام کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ جو لوگ سونے چاندی کے کاروبار کرتے تھے یعنی سنار (Gold Smith) وہ اپنے سونے کی حفاظت کے لیے مضبوط مستحکم مکان و تجوریاں بنواتے تھے عام لوگ بھی اپنی بچت کا سونا حفاظت کے لیے ان کے پاس جمع کرتے۔ یہ سنار حفاظت کرنے کی مخصوص رقم لیتے اور لوگوں کو رسید لکھ دیتے کہ اس شخص کا اتنا سونا ہمارے پاس جمع ہے اب وہ شخص اس رسید سے مکان، زمین یا کوئی چیز خرید تا یا اپنا قرضہ ادا کرتا اس طرح سونے کے سکوں کے بجائے کاغذ کا پرزہ آگے چلتا رہتا اور سونا سنار کے پاس جمع پڑا رہتا، ان چند سناروں نے اندازہ لگایا کہ لوگ کے جمع شدہ سونے کا دسواں حصہ خرچ کرتے ہیں اور نو حصے ان کے پاس جمع رہتے ہیں، حرص اور لالچ و بددیانتی سے لوگوں کے امانت رکھے ہوئے سونے کے بدلے نوالگ الگ رسیدیں جاری کرنی شروع

کردیں یعنی نہ ستاروں کے پاس سونا موجود نہ لوٹانے کی طاقت محض لوگوں کے اعتماد پر رسیدوں کا کاروبار چلتا رہا اور یہودی ستاروں کا سرمایہ بڑھتا رہا پھر جب یورپ میں موجودہ بینکنگ کا نظام شروع ہوا کیونکہ سارا سرمایہ ان کی تجوریوں میں تھا اسی لیے بینکوں پر خود بخود ان کا قبضہ ہوگیا عوام کے پاس جو تھوڑی بہت بچت تھی اس پر قبضہ کرنے کے لیے ان چالاک ستاروں نے لوگوں کو دوسرا جھانسہ یہ دیا کہ اگر تم خود کاروبار کرو گے تو سرمایہ ڈوب بھی سکتا ہے اس لیے نقصان کے غم میں گھلنے کے بجائے اپنی رقم ہمیں دے دو، ہم تمہیں ہر ماہ ہر سال ایک مقرر (Fixed) منافع دیئے جائیں گے اس طرح عام لوگوں کا بچا ہوا روپیہ بھی ان کے قبضہ میں آگیا اب یہ ستار بینکار یعنی بینکوں کے مالک بن کر پورے یورپ کے آقا و مالک بن بیٹھے ان ستاروں کی بھاری اکثریت نسلاً یہودی تھی، یہودیوں کی سودخوری کی تاریخ ضرب المثل رہی ہے جس پر تمام آسمانی کتب بھی شاہد ہیں حتیٰ کہ انہوں نے سونے کے بچھڑے کی پوجا اپنے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی موجودگی ہی میں شروع کردی تھی ظہور اسلام کے وقت میں مدینہ و عرب کے تمام قبائل یہودیوں کے سود کے جال میں جکڑے ہوئے تھے اور تمام تجارت و بازاروں پر ان کا قبضہ تھا۔قرآن نے سود کی حرمت کے ذریعہ یہودی ساہوکاروں کے منحوس نظام پر کاری ضرب لگا کر عوام کو نجات دلائی تھی یاد رہے کہ سودخوری، خودغرضی، ظلم استحصال اور لوٹ کھوٹ کا ذہن پیدا کرتی ہے۔اکثر دیکھا گیا سودخور کی حرص و لالچ اور حرام خوری کی عادت کی بدولت قمار بازی (سٹہ) کی لت پڑ جاتی ہے۔آج دنیا کے اسٹاک ایکسچینج کی تقریباً ۷۰ فیصد رولنگ (سرمایہ کی گردش) سٹہ یعنی جوئے پر ہو رہی ہے۔دوسرے سود کینہ و حسد پیدا کرتا ہے جس کے نتیجے میں فساد اور جنگیں چھڑتی ہیں، سودخور جنگیں چھیڑ کر اقوام اور تہذیبوں کو غلام بناتے ہیں مثلاً پہلی جنگ عظیم کے وقت برطانیہ پر اور دوسرے جنگ عظیم تک امریکہ پر کوئی قرضہ نہیں تھا ان یہودی بینکاروں نے جنگ کی آگ بھڑکا کر مختلف حیلوں سے برطانیہ و امریکہ بلکہ پورے یورپ کو جنگ میں الجھا کر اپنا مقروض و تابعدار بنالیا، انہی خونخوار بینکاروں نے موجودہ بینکنگ کا بحران پیدا کرکے ایک بار پھر عوام کے ٹیکسوں کی ۷۰۰ ارب ڈالر ہڑپ کرلی، یہ مکار بینکار پوری بات دنیا کو کبھی نہیں بتاتے مثلاً یہ تو سب جانتے ہیں کہ پاکستان پر ۴۲ ارب ڈالر قرضہ ہے برطانیہ و فرانس پر ہزاروں ارب ڈالر اور امریکہ پر تقریباً دس کھرب (ٹریلین) ڈالر مگر یہ حقیقت دنیا کے سامنے کبھی نہیں آئی کہ یہ قرض کن درندوں کا ہے، ان بینکاروں کی بھیانک شکل کبھی سامنے نہیں لائی جائے گی۔واشنگٹن ڈی سی مین روڈ کے ایک طرف ورلڈ بینک کا دفتر ہے دوسری طرف آئی ایم ایف کا۔ایک دنیا بھر کے ملکوں کو قرضہ دیتا ہے دوسرا وصول کرتا ہے ان دونوں کے اصل مالکوں کا یہودی بینکاروں کا نام زبان پر لانے کی جرات نہ صدر بش میں ہے اور نہ برطانیہ کے گولڈن براؤن مین، ان سب حکمرانوں کی حیثیت یہودی بینکاروں کی زرخرید کنیز و باندی سے زیادہ نہیں۔شاید اسی لیے ایک یہودی اسکالر سموئیل ہلنگٹن نے یہودی کرش آف سولائزیشن پالیسی کو کلش آف سولائزیشن بنا کر پیش کیا تا کہ مغربی تہذیب کے خاتمہ کو تہذیبوں کا تصادم بنا کر مسلمانوں

کے سر منڈھ دے اور تباہی پھیلانے والے درندوں کو صاف بچالے جائے اور ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے جتنے معاشیات اور اقتصادیات کے ماہرین ہیں وہ ذہنی طور پر اس قدر غلام ہیں کہ مغرب نے انہیں معاشیات کا جو سبق رٹا دیا اس سے آگے سوچ ہی نہیں سکتے ،حقیقت یہ ہے کہ مسلم ممالک کے وزراء خزانہ یا مشیر خزانہ اپنے ملکوں کی اقتصادی منصوبہ بندی کرتے ہیں تو ان کے سامنے اپنے ملکوں سے زیادہ مغرب کا مفاد ہوتا ہے۔ پاکستان کے سابق معین قریشی اور شوکت عزیز ہوں یا آج کے شوکت ترین وشمشاد اختر یہ سب لوگ ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کے ایجنٹ ہیں ان کی اصل ڈیوٹی ان اداروں کو بروقت سود کی ادائیگی کے لیے کام کرنا ہے۔ کھربوں میں سودی قرضہ لیتے ہیں اور اربوں میں سود ادا کرتے ہیں یہ سب لوگ اسی کی تنخواہ پاتے ہیں بالآخر شوکت ترین اور شمشاد اختر نے دوبارہ پاکستان کو آئی ،ایم ،ایف کے جال میں پھنسا ہی دیا۔

سرمایہ دارانہ نظام کا انجام مکمل تباہی ہے: آج سود کے منحوس نظام کی بدولت دنیا کے ۹۰۔۹۵ فی صد عوام کا جینا دوبھر ہو گیا۔ سود اور مہنگائی لازم وملزوم ہیں جب سے اس منحوس نظام نے دنیا پر اپنے خونی پنجے گاڑھے ہیں روز مہنگائی بڑھ رہی ہے، مہنگائی بڑھانے کے جنون کا حال یہ ہے کہ امریکہ ہر سال اپنے کسانوں کو ۱۲ ارب ڈالر اس لیے دیتا ہے کہ وہ مہنگائی بڑھانے کے لیے ذرعی پیداوار میں کمی کرے ظاہر ہے کہ اتنی بڑی فالتو رقم امریکہ کے پاس بھی نہیں ہوتی چنانچہ انہیں خونخوار بینکاروں سے سود پر قرضہ لے کر رقم کسانوں کو دی جاتی ہے، یہ شقاوت اور بدبختی کی نہایت عبرت ناک مثال ہے۔ قرآن نے تقریباً ۱۴ سو سال پہلے یہ حقیقت انسانوں کے سامنے واشگاف طور پر بیان کی تھی اور پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا تھا کہ سود کا مال کتنا ہی بڑھ جائے اس کا انجام تباہی ہے معاشیات کی پوری تاریخ اس پر شاہد ہے کہ سودی معیشت جب کساد بازاری کا شکار ہوتی ہے تو انسانیت ایسے ہولناک انجام سے دوچار ہوتی ہے کہ ایک لمحہ میں کروڑوں انسانوں کی جمع پونجی ڈوب جاتی ہے آج دنیا کا کوئی ماہر معاشیات ایسا نہیں جس نے معاشرہ پر سود کے مہلک ومنفی اثرات کو تسلیم نہ کیا ہو موجودہ دور کے تمام ماہرین معاشیات واقتصادیات خواہ وہ امریکہ ویورپ کے ہوں یا روس وجاپان کے اس بات پر متفق ہیں کہ سودی نظام بہت جلد پوری دنیا کو تباہ کردے گا، بہت جلد دنیا کے سرمایہ ووسائل ے مالک مٹھی بھر بنکار بن جائیں گے تو اس پر دنیا کے سات ارب انسانوں کے اندر جو ردعمل (reaction) ہوگا ایسی بھیانک تباہی آئے گی کہ کروڑوں اور اربوں کا خون بہے گا یہ ماہرین اقتصادیات اس کے تصور ہی سے کانپ اٹھتے ہیں۔

تباہی سے نکلنے کا واحد راستہ: موجودہ دور کے تمام ماہرین معاشیات اس نکتہ پر متفق ہیں کہ اقتصادی تباہی سے دنیا کو بچانے کا واحد راستہ یہ ہے کہ سود کو ختم کیا جائے سود کی شرح کو گھٹاتے گھٹاتے صفر کی حد پر لایا جائے یا سود کی شرح صرف اتنی رکھی جائے کہ نظام چلانے کے اخراجات نکل سکیں تقریباً ایک ڈیڑھ فی صد چنانچہ گزشتہ ۸ سال سے اہل

یورپ (EEC) نے شرح سود ساڑھے تین فیصد برقرار رکھی ہے اور یہاں کے ماہرین معاشیات کا کہنا ہے کہ اسے تدریجاً کم کرتے کرتے صفر پر یا ایک فیصد کی جائے مگر یہاں کے خونخوار بنکار جن کی بھاری اکثریت یہودیوں پر مشتمل ہے اور جو سودی نظام کی بدولت پوری دنیا کے آقا بنے ہوئے ہیں وہ اس انسانیت دشمن منحوس نظام کو جاری رکھنا چاہتے ہیں کیونکہ سود کی بدولت ان کا ایک ایک فرد اس قدر طاقتور ہو گیا ہے کہ درجنوں ملکوں سے زیادہ دولت و سرمایہ ایک ایک کے پاس جمع ہو گئی ہے جیسے جورج سورس GEORGE SOROS اور روشیلڈ ROTHCHILD وغیرہ وغیرہ ایسا ایک شخص برطانیہ، فرانس جیسی مضبوط معیشت کو بھی ایک رات میں تباہ کر سکتا ہے جورج سورس نے ۸۰ کی دہائی میں مشرق بعید (انڈونیشیا، ملیشیاء، ہانگ کانگ) وغیرہ کی معیشت ایک رات میں تباہ کی تھی۔

<u>مغرب کے سیاسی و معاشی نظاموں کی ناکامی:</u> مغرب آج تک اپنے جس سیاسی نظام (ڈیماکریسی) اور معاشی نظام (فری مارکیٹ اکانومی) پر فخر کرتا تھا اور ساری دنیا کو اپنی پیروی کی دعوت دیتا تھا موجودہ بحران نے اس پر سوالیہ نشان لگا دیا ہے، برطانیہ کے مشہور اخبار ڈیلی گارڈین نے کیا خوب تبصرہ کیا ہے: آج تک کہا جاتا تھا کہ جمہوریت و فری مارکیٹ توأم (جڑواں بہنیں) ہیں لیکن اس بحران نے ثابت کر دیا ہے کہ آزاد معیشت جمہوریت کے ساتھ نہیں چل سکتی یہی وجہ ہے کہ امریکہ و یورپ کی حکومتیں بنکوں کو نیشنلائز کر رہی ہیں حتی کہ مغربی میڈیا صدر بش کا کامریڈ بش اور USA کو USSR یعنی یونائیٹڈ شوسلسٹ اسٹیٹ ری پبلک آف امریکہ کہہ رہے ہیں مغرب کو اپنا حشر روس کی طرح نظر آنے لگا ہے کہاوت ہے کند ہم جنس با ہم جنس پرواز جب حرام خوری کی لت پڑ جائے تو حلال میں مزہ نہیں آتا اس لیے مغرب قرآن کے پیش کردہ یقینی فلاح و کامیابی اور انسانی بہبودی کے معاشی نظام کے بجائے دوبارہ ردشوشلسٹ معیشت کی گلی سڑی لاش کی طرح متوجہ ہو رہا ہے اور بنکوں کو نیشنلائز کر رہا ہے یہ تجربہ ایشیاء میں پوری طرف ناکام ہو چکا ہے۔

موجودہ دور کے تمام ماہرین اقتصادیات صدیوں کی ریسرچ و تحقیقات اور تجربات کے بعد جس حقیقت تک پہنچے ہیں کہ اقتصادی تباہی کا واحد سبب سودی نظام ہے قرآن نے اس حقیقت کو چودہ ۱۴۰۰ سو سال پہلے انسانیت کے سامنے آشکارا کر دیا تھا اور انسانیت کی بہبودی کے لیے پیغمبر اسلام نے عملاً ایسا معاشی نظام قائم فرمایا تھا جس سے انسانیت تقریباً ہزار سال تک مستفید ہوتی رہی مغرب کے متعدد بینک قرآن کے اس غیر سودی معاشی نظام کو اپنا رہے ہیں اور دن بدن غیر سودی معیشت میں اضافہ ہو رہا ہے کیا اب بھی اس کا وقت نہیں آیا کہ امت مسلمہ اور مسلم ممالک قرآن کے معاشی نظام پر لبیک کہیں اور انسانیت کی رہنمائی کریں، حقیقت بالآخر خود کو منوا کر رہتی ہے۔ آج نہیں تو کل دنیا کو قرآن کے پیش کردہ معاشی نظام کی طرف آنا ہی ہوگا کیونکہ اس کے سوا تباہی سے بچنے کا کوئی اور راستہ ہے ہی نہیں۔